قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 12 نومبر 2020ء | 24 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:268

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ عَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ کَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَهُوۡا شَیۡـًٔا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰهُ فِیۡهِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا (النساء:20)

ترجمہ: اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم اُنہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

فرمان خلیفہ وقت

آجکل کئی گھروں کے مسائل اور شکایات سامنے آتی ہیں جہاں مرد اپنے آپ کو گھر کا سربراہ سمجھ کر، یہ سمجھتے ہوئے کہ مَیں گھر کا سربراہ ہوں اور بڑا ہوں اور میرے سارے اختیارات ہیں، نہ اپنی بیوی کا احترام کرتا ہے اور اسے جائز حق دیتا ہے، نہ ہی اولاد کی تربیت کا حق ادا کرتا ہے۔ صرف نام کی سربراہی ہے۔ بلکہ ایسی شکایات بھی ہندوستان سے بھی اور پاکستان کی بعض عورتوں کی طرف سے بھی ہیں کہ خاوندوں نے بیویوں کو مار مار کر جسم پر نیل ڈال دیئے یا زخمی کر دیا۔ منہ سُوجا دیئے۔ بلکہ بعض لوگ تو اِن ملکوں میں رہتے ہوئے بھی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں۔ پھر بچوں اور بچیوں پر ظلم کی حد تک بعض باپ سلوک کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد بھی جاہل لوگوں کی طرح ہی رہنا ہے، ان مسلمانوں کی طرح رہنا ہے جن کو دین کا بالکل علم نہیں ہے، اپنے بیوی بچوں سے ویسا ہی سلوک کرنا ہے جو جاہل لوگ کرتے ہیں تو پھر اپنی حالتوں کے بدلنے کا عہد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیا مرد جو خدا کا حق ادا کرنے کی ان پر ذمہ داری ہے اور جو عملی حالت کے معیار بلند کرنے کی ان پر ذمہ داری ہے اسے ادا کر رہے ہیں؟ اگر وہ اسے ادا کر رہے ہوں تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کبھی ان کے گھروں میں ظلم ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سب سے پہلے گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے توحید کے قیام کی اہمیت اپنے بیوی بچوں پر واضح فرما کر اس پر عمل کروایا لیکن یہ کام بھی پیار اور محبت سے کروایا۔ ڈنڈے کے زور پر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو گھر کے سربراہ ہونے اور دنیا کی اصلاح اور شریعت کے قیام کی تمام تر مصروفیات ہونے کے باوجود اپنے گھر والوں کے حق ادا کئے اور پیار اور نرمی اور محبت سے یہ حق ادا کئے۔ گھر کا سربراہ ہونے کا حق اس طرح ادا کیا کہ پہلے یہ احساس دلوایا کہ تمہاری ذمہ داری توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفل کے لئے اٹھتے تھے اور پھر صبح نماز سے کچھ پہلے ہمیں پانی کے چھینٹے مار کر اٹھاتے تھے کہ نفل پڑھو۔ عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے وہ حق ادا کرو جو اللہ تعالیٰ کے حق ہیں۔ (بخاری کتاب الوتر باب ایقاظ النبی اھلہ بالوتر حدیث ۹۹۷) (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل حدیث ۱۳۰۸)

پھر آپ اپنے گھر والوں کے حق ادا کس طرح

بقیہ صفحہ 3 پر

اس شمارہ میں

- باقی وہ کیا رہے گا جو ربّ العُلیٰ ملے (منظوم)
- تعارف سورۃ سبا
- قرآن کریم کی حکیمانہ ترتیب
- قبولیت احمدیت کی کہانی

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا:

”لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِآلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُونَ امْرَأَةً، كُلُّ امْرَأَةٍ تَشْتَكِي زَوْجَهَا، فَلَا تَجِدُونَ أُولَئِكَ خِيَارَكُمْ“

”آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ اور ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں“

(سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب ضرب النساء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

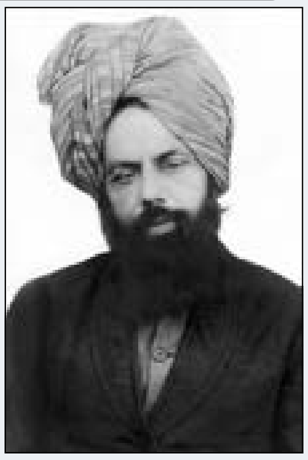

عورتوں کی اصلاح کا طریق

مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہیئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔

اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرض کہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے۔ اسی لیے لکھا ہے۔

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَالۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ (النور 27)

اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے۔ روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہو گی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں تو عورتیں ان کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی کچھ اثر اس پر نہیں ہوتا۔

خدا نے مرد عورت دونو کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو چاہیئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقعہ نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اُسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے مرد کو چاہیئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔

مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت۔ حلم۔ صبر۔ اور جیسے اسے پرکھنے کا موقعہ ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ اسی لیے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتیٰ کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 156 تا 158 ایڈیشن 1988ء)

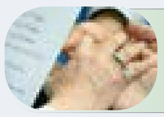

دربارِ خلافت

اسلامی تعلیم کو پہلے سے بڑھ کر اپنے اوپر لاگو کریں تا کہ دنیا کے منہ خود بخود بند ہو جائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس آج مسلمان کا کام ہے کہ اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کرے۔ باقی رہا یہ کہ جو اسلام پر استہزاء کرنے سے باز نہیں آتے ان سے کس طرح نپٹا جائے۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ ایسے لوگوں کی بدقسمتی نے ان کے فعل ان کو خوبصورت کر کے دکھائے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے آخر پھر اس زندگی کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور جب وہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو خدا تعالیٰ انہیں آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ پھر ان سے وہ سلوک کرے گا جس کے وہ حقدار ہیں۔جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلۡقِیَا فِیۡ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ۔ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ مُّرِیۡبِ ۔ الَّذِیۡ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَاَلۡقِیٰہُ فِی الۡعَذَابِ الشَّدِیۡدِ (قٓ:25تا27) یعنی اے نگرانو! اور اے گروہو!! تم دونوں سخت ناشکری کرنے والے اور حق کے سخت معاند کو جہنم میں جھونک دو۔ ہر اچھی بات سے روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے اور شک میں مبتلا کرنے والے کو۔ وہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا کوئی معبود بنا رکھا تھا۔ پس تم دونوں اسے سخت عذاب میں جھونک دو۔

تو یہ اللہ تعالیٰ ان داروغوں کو فرمائے گا۔ اگلے جہان میں ان سے یہ سلوک فرمائے گا۔جس کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس بارے میں ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ آج کل رشدی کے بارے میں بڑا شور ہے۔ اس قسم کے جو لامذہب ہوتے ہیں ان کا بھی کوئی نہ کوئی معبود ہوتا ہے۔ یا دنیا کی تنظیمیں یا دنیا کے کوئی بڑے آدمی، یا دنیا کی حکومتوں کو انہوں نے اپنا معبود بنایا ہوتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے انتظام کیا ہوا ہے۔ ہمارے توڑ پھوڑ کرنے یا یہ کہنے سے کہ خودکش حملے جائز ہیں اور یہ ردّ عمل ہونا چاہئے۔ اس طرح کی باتیں کرنے سے اسلامی اخلاق کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش ہوگی اور اس غلط تصویر پیش کرنے کے علاوہ ہم کچھ نہیں حاصل کر رہے ہوتے۔ یا توڑ پھوڑ سے اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔ جو بکواس اس نے اسلام کے خلاف یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی ہے بلکہ فرشتوں اور خدا کے خلاف بھی تھی۔تو وہ سالوں پہلے کی ہے۔ اس کی فطرت ہے کرتا چلا جا رہا ہے۔ اب اگر اس کی حرکتوں پر یا جس وجہ سے بھی کوئی حکومت مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہ رکھتے ہوئے اُسے کوئی بھی ایوارڈ دیتی ہے یا خطاب دیتی ہے تو ان سب کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں خود ان سے نپٹوں گا۔ دوسرے یہ کہ یہ نہیں ہے کہ یورپ میں بالکل ہی شرافت نہیں رہی اور یہاں یورپ میں مغرب میں شرفاء نہیں رہے۔ بے شمار لوگوں نے یہاں بھی، انگلستان میں بھی اس پر اعتراض کیا ہے۔ممبرز آف پارلیمنٹ نے بھی اعتراض کیا ہے کہ اس حرکت کا (جو یہ نائٹ ھُڈ کا خطاب دیا گیا ہے) اس کا سوائے دنیا کے سلامتی و امن برباد کرنے کے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کوئی مقصد اس سے حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب اس نے آج سے دس بارہ سال پہلے یہ کتاب لکھی تھی بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اس سے یہ کتاب لکھوائی گئی تھی کیونکہ اب تو ثابت ہو رہا ہے کہ یہ لکھوائی گئی تھی۔تو اس پر بھی یہاں کے بعض تبصرہ نگاروں نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ یہ اب ثابت شدہ ہے کہ اس کے پیچھے کسی کا ہاتھ ہے۔ یہ اکیلا نہیں ہے۔ اور اسلام کے خلاف ایک بڑی

بقیہ صفحہ 3 پر

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ عٰلِمَ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِکَ فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ

(سورۃ الزمر آیت :47)

ترجمہ:اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! غیب اور حاضر کو جاننے والے! تُو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا (ہر) اس معاملہ میں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

یہ قرآنِ مجید کی دربارِ الٰہی میں رجوع اور رہنمائی کے حصول کی دعا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد میں اس دعا کے ساتھ نماز کا آغاز فرماتے تھے۔ اس دعا سے پہلے اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبۡرِیۡلَ وَمِیۡکَالَ وَاِسۡرَافِیۡلَ بھی کہتے تھے۔

حضرت سعید بن حسنہؓ اس دعا کے بارے میں فرماتے تھے کہ مجھے ایک ایسی آیت (مندرجہ بالا) کا علم ہے جسے پڑھنے والا خدا سے جو مانگے اسے دیا جاتا ہے۔ (تفسیر القرطبی)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

باقی وہ کیا رہے گا جو ربّ العُلیٰ ملے

کر وہ عمل کہ جس کی جزا میں خدا ملے
ہمت بلند کر کہ یہی مدعا ملے
گر مل گیا خدا تجھے سب کچھ ہی مل گیا
باقی وہ کیا رہے گا جو ربّ العُلیٰ ملے
گر ذوقِ دید و وصلِ خدا چاہیے تجھے
کوشش سے کر دعا تجھے عشق خدا ملے
جب تک کسی کو بھوک نہ ہو اور پیاس ہو
کھانا لذیذ بھی ہو نہ اس کو مزا ملے
ہر اک مرض کے واسطے خالق ہے خود دوا
اے کاش اس علاج سے تجھ کو شفا ملے
دنیا بدل رہی ہے تغیر سے روز و شب
جو بے بدل ہے کاش وہ عین البقاء ملے
جو کچھ بغیرِ حق کے ہے باطل ہے جانِ من
طالب تو حق کا بن کہ تجھے حق نما ملے
عالم ہے مثل آئینہ ربّ جہان کا
جب آئینہ ہو صاف تو عکس صفا ملے
ہے واجب الوجود ازل سے ابد تلک
ممکن بھی ہے وجوب نما گر ہدا ملے
دنیا میں یہ نظام شریعت بھی راز ہے
قدرت کا ہر نظام بھی اس سے ہی آملے
انسان ہے خلاصہ سبھی کائنات کا
ہے سرّ کائنات جو عقدہ کشا ملے
اک دائرہ کی شکل میں ہستی کا دور ہے
جیسے کہ سرّ قُدس سے قدّوس آ ملے
قدسی درختِ ہستیٔ اقدس کا ہے ثمر
نقطۂ انتہا سے ہی ہر ابتدا ملے

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب
(حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ 455)

مترجم: وقار احمد بھٹی

تعارف سورۃ سبا (34ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 55 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ مکی دور کی ہے۔ اس کے معین وقت نزول کا تعین کرنا مشکل امر ہے۔ بعض علماء اس سورۃ کو مکی دور کے وسط کی شمار کرتے ہیں جبکہ بعض کے نزدیک جن میں روڈویل اور نولڈ کے شامل ہیں۔ اس کو مکی دور کے آخری حصہ کی سورۃ شمار کرتے ہیں۔ سابقہ چند سورتوں میں تسلسل سے اسلام کے عروج، ترقی اور دیگر ادیان پر اسلام کی حتمی فتح کے بارے میں پیشگوئیاں مذکور ہیں۔ جبکہ اس سورۃ سبا میں سابقہ سورۃ الاحزاب میں اس عروج اور فتح کے مضمون کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح ظلمت نے پوری طاقت کے ساتھ اسلام کی سرکوبی کی کوشش کی مگر اپنی تمام سازشوں میں ناکام و نامراد رہے اور اسلام لاچارگی کے عالم میں کڑی آزمائشوں سے گزر کر اپنی شان و شوکت کو پہنچا۔

موجودہ سورۃ میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ برے راستوں پر چلنے سے بچیں کیونکہ دولت اور کامیابی کے حصول کے بعد لوگوں میں آسائش اور آرام کا خیال پنپنے لگتا ہے۔ اب کیونکہ خدا کا کسی دوسرے فرقے یا مذہب سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہے اس لئے اگر مسلمانوں نے اپنے عروج کے دنوں میں خود کو برائیوں میں مبتلا کر دیا جیسا کہ قوم سبا اور بنی اسرائیل نے حضرت سلمان کے بعد کیا تو مسلمانوں کا مقدر بھی ان پہلی قوموں جیسا ہی ہوگا۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورۃ کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید سے ہوتا ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں زمین و آسمان کی ہر چیز ہے۔ جس کے بیان کا مقصد یہاں یہ ہے کہ ایسی عظمتوں والے خدا سے لڑائی کا خیال جن لوگوں کو بھی آئے گا تو لازماً ناکامی و نامرادی ہی ان کا مقدر ہوگی۔ یہاں مزید بتایا گیا ہے کہ کفار کا یہ زعم ہے کہ اسلام کے پیغام کا انکار بغیر سزا کے ہوگا اور یہ کہ قیامت کی گھڑی ان پر کبھی برپا نہ ہوگی۔ ان کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کی طاقت کا غرور ٹوٹے گا اور ان کی شان و شوکت جاتی رہے گی اور اس حقیقت کا آشکار ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی سچائی کی دلیل ہوگا۔

پھر اس سورۃ میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ جنہیں وسیع فتوحات نصیب ہوئی اور انہوں نے کئی باغی قبائل کا سر کچلا اور ان کے دور میں بنی اسرائیلیوں کو شان و شوکت اور جاہ و جلال نصیب ہوا۔ لیکن اپنی طاقت اور کامیابی کے غرور میں بنی اسرائیل برائیوں میں مبتلا ہو گئے اور گناہ کی زندگی بسر کرنے لگے۔ بنی اسرائیل کے ذکر کے معاً بعد قوم سبا کا ذکر کیا گیا ہے جو بہت خوشحال اور مہذب قوم تھی مگر جب انہوں نے بنی اسرائیل کی طرح الٰہی احکامات کا انکار کیا اور ان کی طرح خدا کے غضب کا نشانہ بنے تو ایک تیز و تند سیلاب سے تباہ و برباد کر دیے گئے۔ بنی اسرائیل اور قوم سبا کی طاقت، شان و شوکت اور خوشحالی کا ذکر کیا گیا ہے جو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے دور میں انہیں نصیب ہوئی۔ دونوں کی تباہی کے ذکر کے بعد اس سورۃ میں مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دولت، طاقت اور خوشحالی ان کو بھی نصیب ہوگی لیکن اپنے شان و شوکت کے دنوں میں اگر بنی اسرائیل اور قوم سبا کی طرح آسائش اور آرام کی زندگی اختیار کر لی تو ان کا انجام بھی ویسا ہی ہوگا۔

پھر اس سورۃ کے اصل مضمون کی طرف عود کر کے اسلام کی غیر معمولی بڑھوتری اور اس کے مقابل پر مشرکوں اور ان کے مصنوعی خداؤں کی بدبختی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کفار کو چیلنج دیا گیا ہے کہ وہ اپنے معبودانِ باطلہ کی مدد سے اسلام کی ترقی کو روک کر دکھائیں اور اپنے عقائد باطلہ کی تنزلی کی راہ میں حائل ہو کر دکھائیں۔ ان کو بتایا گیا ہے کہ اب دنیا کی کوئی طاقت اس (اسلام) کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ کفار کو یہ یقین دہانی کروانے کے لیے کہ ان کے عقائد مٹنے والے ہیں اور اسلام ما قبل (عقائد باطلہ) کو اچھی طرح کچل ڈالے گا، ان کو بتایا گیا ہے کہ قانون قدرت کا مطالعہ کریں جو اسلام کی تائید میں کھڑے ہیں۔

کفار کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ اسلام کی ترقی کی پیشگوئی کب پوری ہوگی، اس سورۃ میں اس کے لیے معین تاریخ بھی وضع کر دی گئی ہے۔ اس ترقی کی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکہ سے ہجرت کے اگلے سال سے دکھائی دینے لگیں گی جب قریش، جنہوں نے آپ کو آپ کے آبائی علاقہ سے نکلنے پر مجبور کیا، الٰہی سزا کے مورد بنیں گے۔ بعد ازاں اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ جب بھی کوئی نبی آتا ہے تو ہمیشہ ذاتی مفاد کے حامی اور صاحب ثروت لوگ اس کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ ان کو اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ یہ نئی تحریک (نبوت) غریبوں پر ان کی پکڑ کمزور کر دے گی اور اس نئے مذہب کو قبول کرنے کے بعد وہ ان کے استحصال اور محکوم بنائے جانے سے انکار کر دیں گے۔ اسی لیے وہ سر توڑ کوشش کرتے ہیں کہ اس نئے مذہب کو پنپنے سے پہلے ہی دبا دیں اور محکوم اور کمزور لوگوں کو دھمکیاں دیتے ہیں تا کہ وہ اپنے سرداروں کی بات پر کان دھریں اور خدا کے نبی کا انکار کر دیں۔

اپنے اختتام پر یہ سورۃ ایک سادہ معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے مدعی نبوت ہونے کا بیان کرتی ہے کہ ایک جھوٹا مدعی نبوت کبھی بھی ترقی نہیں پاتا اور لازماً اپنے بدانجام کو پہنچتا ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ مسلسل ترقی پا رہا ہے اور یہ کہ (نعوذ باللہ) ایک پاگل، اپنی قوم میں ایسی تبدیلی کیونکر پیدا کر سکتا ہے جیسی پاک تبدیلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوت قدسیہ سے پیدا کی۔

☆...☆...☆

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

زبردست سازش ہے کہ اسلام کے خلاف مزید ردّ عمل ظاہر کرنے کے لئے اس طرح بھڑکاؤ اور پھر اس موقع سے مزید فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کا موقع مسلمان دے رہے ہیں۔ دو چار جلوس نکالنے سے اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جتنی بڑی سازش ہے یہ جھنڈے جلانے، تصویریں جلانے، پتلے جلانے یا جلوس نکالنے سے یہ سازش ختم نہیں ہو جائے گی۔ ان چیزوں سے تو جو مقصد یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل کریں گے۔ ان کے موقف کی مزید تائید ہوگی کہ اسلام ایسا ہی مذہب ہے۔ تو بہر حال ایسی حرکتوں کا حقیقی ردّ عمل مسلمانوں میں پیدا ہونا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کو پہلے سے بڑھ کر اپنے اوپر لاگو کریں تا کہ دنیا کے منہ خود بخود بند ہو جائیں۔ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجیں جس سے آپ کی اُمّت روحانیت میں بھی ترقی کرنے والی ہو۔ آپ کے اسوہ کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ لیکن یہ کام آج اگر کوئی کر سکتا ہے تو احمدی کر سکتا ہے جس نے آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے عاشق صادق کو مانا ہے۔ آج اگر معترضین کے جواب دے سکتے ہیں تو احمدی دے سکتے ہیں۔ آج اگر اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو دکھا سکتے ہیں تو احمدی دکھا سکتے ہیں۔ پس آج احمدی کا فرض ہے کہ پہلے سے بڑھ کر اس بارے میں کوشش کرے، پہلے سے بڑھ کر آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر درود بھیجے۔ جب رشدی نے بدنام زمانہ کتاب لکھی تھی اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ارشد احمدی صاحب سے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھوائی تھی۔ جس کا نام تھا Rushdi-Haunted by his unholy ghost۔ اب سٹاک میں نہیں تھی یا تھی تو بہت تھوڑی۔ مزید کچھ تبدیلیاں بھی ہونی تھیں ایک باب کا جو مزید اضافہ ہے جس کے بارے میں کچھ ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دی تھیں ان کو سمجھا گئے تھے تو میں نے انہیں کہا تھا کہ اس کو دوبارہ شائع کریں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک پبلشنگ کمپنی نے نام تو مجھے یاد نہیں رہا بہر حال اس نے اس کو شائع کیا تھا جو خود ہی اس کی مارکیٹنگ بھی کر رہے ہیں اور جماعت بھی اب اس کو شائع کر رہی ہے۔ اب جلد انشاء اللہ آجائے گی۔ اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ پڑھے لکھے طبقے اور سنجیدہ طبقے کو دینی چاہئے تا کہ دنیا کے سامنے حقیقت بھی آئے۔ تو یہ ہے خدمت جس سے اسلام کے اعلیٰ اخلاق کا بھی پتہ چلے گا اور دنیا کے فساد دور کرنے کے حقیقی راستوں کا بھی علم ہوگا۔

(خطبہ جمعہ 22 جون 2007ء)

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت ...... از صفحہ 1

فرماتے تھے؟ وہ کام جو بیویوں کے کرنے والے تھے ان میں بھی آپ ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپ مسجد تشریف لے جاتے۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب من کان فی حاجۃ اھلہ ... الخ حدیث ٦٧٦)

پس یہ ہے وہ اُسوہ جو ہم نے اپنانا ہے اور ہمیں اپنانا چاہئے۔ نہ کہ بیویوں سے ایسا سلوک جو ظلم کے مترادف ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے گھریلو کاموں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے مزید فرماتی ہیں کہ اسی طرح آپ اپنے کپڑے بھی خود سی لیتے تھے۔ جوتے ٹانک لیا کرتے تھے۔ گھر کا ڈول وغیرہ مرمت کر لیا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب من کان فی حاجۃ اھلہ ... الخ حدیث ٦٧٦ جلد ٥ صفحہ ٢٩٨ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

پس ان نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سے خاوندوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اس پر توجہ دینی چاہئے کہ کیا ان کے گھروں میں یہ سلوک ہیں؟ یہ رویّے ہیں؟ (خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مئی 2017)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

قرآن کریم کی حکیمانہ ترتیب

(قسط نمبر 5)

دوسرا دورِ زندگی

دوسرا دور حضور علیہ السلام کی زندگی میں دعویٰ نبوت سے ہجرت تک کا ہے۔یعنی تیرہ سال کا عرصہ اس دور کے متعلق فرمایا۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ:8) یعنی خدا نے تجھے راستہ کا متلاشی پایا۔ پس تجھے ایک درست راستہ دکھلایا۔ سبحان اللہ کیا صداقت بھرا کلام ہے اور کیسا راستی سے بھرپور قول ہے۔تواریخ سے ثابت ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی عمر چالیس سال کے قریب پہنچی تو حضور کو لوگوں کے اختلاط اور ملنے جلنے سے اضطراب ہونے لگا اور قوم کی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر حضور کو گھبراہٹ شروع ہوئی۔ بخاری میں لکھا ہے۔ حُبِّبَ اِلَیۡهِ الۡخَلَاءُ(صحیح البخاری کتاب الوحی باب بدء الوحی)یعنی حضورؐ خلوت پسند ہو گئے۔لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔

بُرائی کا دور دورہ

حضور جدھر دیکھتے بدی کا بازار گرم نظر آتا۔ جوئے اور شراب کی کثرت، زنا اور قتل و غارت پر فخر، لڑکیوں کو زندہ گاڑنا، یتیموں پر ظلم، بیواؤں پر زبردستی۔غرض ہر طرف بُرائی ہی بُرائی نظر آتی۔ تو حضور راہِ حق اور کسی درست راستہ کے متلاشی ہوئے۔اہل کتاب بگڑ چکے تھے اور مکہ والے کوئی ضابطہ یا قانون اور شریعت نہ رکھتے تھے۔غرض ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِي الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ(الروم:42) کے مطابق کہیں نیکی اور صلاحیت امن اور آسائش صلح اور آشتی کا وجود نہ ملتا تھا۔عقائد تھے تو نہایت گندے کہ خدائے واحد کے گھر میں تین سو ساٹھ بت پوجا جاتا تھا یعنی قریباً سال کے ہر دن کے لئے الگ الگ بت تھا۔ اعمال ایسے کہ جن سے جنگل کے درندے بھی پناہ مانگیں۔ اخلاق ایسے کہ انہیں دیکھ دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہو۔

خلوت پسندی

جب یہ حالت حضور سے برداشت نہ ہوسکی تو حضور بن دیکھے خدا اور حواسِ خمسہ سے نہ محسوس ہونے والے وراءالوراء وجود سے راہِ حق طلب کرنے لگے۔ لوگوں کی ملاقات سے نفرت ہوگئی۔ آبادی میں رہنا چھوڑ دیا۔حضرت خدیجہ کھجوروں کی ایک تھیلی اور پانی کا ایک مشکیزہ حضور کے ہمراہ کر دیتیں اور حضور مکہ سے تین میل غارِ حرا کی تاریکیوں میں اپنے مولا سے آہ وزاری کرنے لگے۔ جب ذخیرہ ختم ہو جاتا پھر گھر واپس آتے اور تازہ توشہ یعنی قوت لایموت لے کر پھر اسی غار کی تاریکیوں میں مصروف گریہ و بکا ہو جاتے۔

نزول روح امین

معلوم نہیں کتنے دن کتنے مہینے حضور دنیا سے الگ ہو کر اپنے مولا کی درگاہ میں چیخ و پکار کرتے رہے کہ اچانک ایک دن خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ نہ صرف فرشتہ بلکہ تمام فرشتوں کا سردار ہاں وہی روح امین ہاں وہی ناموسِ اکبر جو شریعت اور وحی کی امانت پہنچانے کے لئے آدم سے حضور تک تمام انبیاء کی طرف بھیجا گیا انسانی شکل میں حضور کے پاس پہنچا اور حضور کو اپنے سینہ سے لگا کر بھینچ بھینچ کر روحانیت کے تمام انوار حضور کے سینہ میں داخل کر کے صاف لفظوں میں خدا کا پاک کلام پہنچا کر حضور کو خدا کی طرف سے خلعت نبوت و رسالت پہنایا۔

رُشد و ہدایت کا دور

اس کے بعد احکام پر احکام، شریعتوں پر شریعتیں، قوانین پر قوانین، ضابطوں پر ضابطے نازل ہونے شروع ہوئے۔توحید کا ثبوت بت پرستی کی تردید، معبودانِ باطلہ کا ابطال، اخلاق کی اصلاح، اعمال کی درستی، عقائد کی عمدگی کا دور چل پڑا اور سچ مچ یہ الفاظ صادق آنے لگے کہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى O یعنی تجھے راہ حق کا متلاشی پا کر تجھے راہِ حق دکھا دی۔ بلکہ تجھے اس پر چلا دیا۔

دیکھو کیسی عجیب بات ہے کہ یا تو حضور اپنی قوم کی بُرائیاں دیکھ کر حیران تھے کہ ان بدیوں کو کس طرح دور کیا جائے اور موجودہ بُرے عقائد، بُرے اعمال اور بُرے اخلاق کی جگہ کونسے عقائد، کونسے اعمال اور کونسے اخلاق اختیار کئے جائیں۔ مگر باوجود شدید حیرانی کے حضور کوئی راہ نہ پاتے تھے اور یا تو یہ حالت ہے کہ قرآن مجید جیسی وحی مَتۡلُوّ اور حدیث جیسی وحی غیر مَتۡلُوّ اُترنی شروع ہوئی اور ہر رات کوئی نہ کوئی حکم اُترتا۔ اور 23 برس تک یہ سلسلہ جاری رہ کر حضور کو ایسی سیدھی راہ دکھائی گئی کہ اس سے بڑھ کر کوئی راہ سیدھی نہیں اور حضور کو ایسے راستہ پر چلایا گیا کہ اس سے بڑھ کر نہ دنیا میں پہلے کوئی راستہ سیدھا تھا اور نہ بعد میں ایسا سیدھا راستہ کوئی ہو گا۔ پس دوسرے دور کا خلاصہ یہ ہے کہ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا یعنی حضور نے خدا سے ایک قانون، ایک ضابطہ، ایک شریعت اور ایک راہ طلب کی جس پر فَهَدٰى یعنی خدا نے کامل ترین، افضل ترین، درست ترین ضابطہ اور قانون اور شریعت اور راہ حضور کو عطا فرمائی کہ اُس سے بڑھ کر نہ دنیا میں کسی کو عطا ہوئی اور نہ قیامت تک عطا ہو گی۔ اس دور کا ذکر قرآن مجید میں خدا تعالیٰ ایک اور جگہ بھی کرتے ہوا فرماتا ہے۔

اَوَمَنۡ كَانَ مَيۡتًا فَاَحۡيَيۡنٰهُ وَجَعَلۡنَا لَهٗ نُوۡرًا يَّمۡشِىۡ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنۡ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡهَا(الانعام:123)

یعنی ایک وہ زمانہ تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے جان تھے۔ نہ زندگی تھی، نہ زندگی کا نور، نہ روحانیت کا کبھی علم تھا اور نہ اُس کوچہ میں گزر۔ کہ اچانک ہم نے اس شخص کو زندہ کیا اور نہ صرف زندہ کیا بلکہ ساری دنیا کو زندہ کرنے کے لئے اس کے ہاتھ میں ایک روشن کتاب دی کہ جسے لے کر یہ ساری دنیا کے اندھیروں کو دور کرنے لگا۔ لوگو! بتاؤ کہ کیا یہ شخص دنیا کے لئے بہتر ہے یا تمہارے بت جو بے جان، بے نور اور سراسر بے فیض ہیں۔

تیسرا دور

اس کے بعد حضور کی زندگی کا تیسرا دور شروع ہوتا ہے یعنی ہجرت سے وفات تک۔ اس دور میں گو قرآن نازل ہو رہا ہے راہِ حق بھی مل چکی ہے۔ سیدھے راستہ پر بھی آپ چل رہے اور لوگوں کو چلا رہے ہیں مگر کفار کا غلبہ ہے۔ اور حضور کے وسائل محدود ہیں۔ روپیہ نہیں، سامان نہیں کہ

کفار سے جہاد کرسکیں۔ اسلام کو ان کے حملوں سے بچا سکیں۔قوم کے فقراء کی مدد کرسکیں۔یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری کرسکیں۔ صدقات کے ذریعہ قوم کے پسماندہ افراد کی حالت درست کرسکیں۔غرض شریعت تو ہے مگر اس کو عملی شکل دینے کے لئے سامان نہیں۔ خلاصہ یہ کہ نہ مسلمانوں کی مدد، نہ کفار کا دفعیہ لیکن خدا تعالیٰ نے اس دور میں بھی حضور کی امداد فرمائی اور غنیمتوں پر غنیمتیں، تحفوں پر تحفے، زکوٰۃ پر زکوٰۃ، جزیہ پر جزیہ آیا اور اس کثرت سے آیا کہ حضور کو جو حصہ ملا اس سے حضور غریب سے امیر بلکہ امیر الامراء بن گئے۔ جیسا کہ فرمایا وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰى (الضحیٰ:9) یعنی ہم نے تجھے غریب یعنی ایسا شخص پایا جو اپنے مقاصد پورے نہ کر سکے۔ اپنا مشن نہ چلا سکے۔ اپنا کاروبار جاری نہ رکھ سکے اور اپنے اغراض کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ لیکن یہ حالت جاتی رہی اور تو غریب سے امیر ہو گیا اور تیرے پاس اور دوسرے مسلمانوں کے پاس اتنا مال آیا کہ قرآن کے احکام عملی جامہ پہننے لگے۔یتیموں کی پرورش ہونے لگی۔ جہاد کا سامان جمع ہو گیا۔ بیواؤں کو گزارہ ملنے لگ گیا۔قربانیاں ذبح ہونے لگیں اور مؤلفۃ القلوب کی وہ مدد ہوئی کہ ایک قریشی سردار کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اس شخص کی طرح خرچ کرتا ہے کہ جس کا خزانہ کبھی ختم ہی نہ ہونے والا ہو۔ حدیثوں میں لکھا ہے کہ حضور نے فتح مکہ کے بعد مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو ایک ایک وادی بھر کر بکریاں اور اونٹ دیئے۔ مسجد نبوی میں درہموں کے ڈھیر لگ جاتے اور غریبوں میں تقسیم کئے جاتے۔ کپڑے اور غلہ کھجوریں اور منقّٰی، نقدی اور چاندی، زمینیں اور جائیدادیں لگاتار اور کثرت سے حاصل ہوئیں۔ اور اسی سرعت سے مستحقین میں تقسیم ہوئیں۔ صرف ایک غزوہ خیبر ہی میں گاؤں کے گاؤں، علاقے کے علاقے مسلمانوں کو ہاتھ لگے۔ اس ایک جنگ میں کھجوروں کے چالیس ہزار درخت تقسیم کئے گئے۔خود حضور علیہ السلام کے حصہ میں فدک نام گاؤں سالم اور دوسری متفرق زمینیں آئیں اور حضور نے دل کھول کر صدقہ دیا اور خیرات کی۔ حجۃ الوداع میں حضورؐ نے اپنے ذاتی مال سے پورے ایک سو اونٹ کی قربانی کی۔غرض یہ تیسرا دور فتوحات، صدقات، قربانیوں، صلہ رحمیوں، یتامیٰ کی پرورش، بیواؤں کی پرداخت اور اسلام کے احکام کو عملی جامہ پہنانے کا تھا۔ پس بالکل ٹھیک ہے اور پوری طرح درست ہے وہ نقشہ جو ہمارے خدا نے کھینچا ہے۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰى یعنی حضور کی زندگی کا تیسرا دور فتوحات کا دور تھا۔

تین نصیحتیں

ان تین واقعات کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اے نبی! تیری زندگی کے تینوں واقعات کے ساتھ تیرے لئے اور تیری امت کے لئے تین نصیحتیں بھی وابستہ ہیں اور وہ یہ ہیں:

یتیمی کی تلافی کر ۔ فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ (الضّحیٰ:10) یعنی تیری زندگی کے پہلے دور میں ہم نے تیری یتیمی دور کر کے تجھے بہتر سے بہتر سر پرست دیئے۔ اس لئے جب تیری یتیمی کی تلافی خدا نے کی تو تیرا بھی فرض ہے کہ اس کے شکریہ میں دنیا کے یتیموں کی یتیمی کی تلافی کرے۔ پس اے نبی اور اس کی امت کے لوگو! تمہاری سوسائٹی میں کوئی یتیم زمانے کے حوادث یا لوگوں کے ہاتھوں سے قہری سلوک نہ اُٹھانے پائے۔ بلکہ اے نبی اور اے مسلمانو! تم کمر ہمت باندھ کر اس کوشش میں لگ جاؤ کہ کوئی یتیم بے کس نہ رہے۔ کوئی یتیم بغیر گارڈین کے نہ رہے۔ کوئی یتیم کسی قسم کے قہر کا نشانہ نہ بن سکے۔ نہ انسانی ہاتھ سے نہ زمانے کے ہاتھ سے۔

سائل کے سوال کو پورا کر

پھر فرمایا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ (الضّحیٰ:11) یعنی تیری زندگی پر تیسرا دور یہ آیا تھا کہ تو بے سامان تھا۔ ہم نے تجھے باسروسامان کر دیا۔ تو غریب تھا ہم نے تجھے مالدار کر دیا۔ اس کے شکریہ میں تجھے چاہئے کہ دنیا کے اَور امیروں کی طرح نہ بن جانا کہ جو پہلے غریب ہو کر جب امیر بنتے ہیں تو پچھلی حالتوں کو لوگوں سے چھپاتے ہیں اور خدا کے احسانات کا ذکر تک نہیں کرتے اور لوگوں کے سامنے زبان پر بھی نہیں لاتے کہ دیکھو ہم بالکل مفلوک تھے مگر خدا نے ہمیں امیر کر دیا۔ بلکہ تجھے چاہئے کہ تو علی الاعلان لوگوں میں ذکر کر کے کہ میں غریب تھا خدا نے مجھے امیر بنا دیا۔ میں بے سروسامان تھا خدا نے مجھے سامان دیا۔ میں بے اسباب تھا خدا نے مجھے ہر قسم کے اسباب سے مالا مال کیا۔ حدیثوں میں لکھا ہے کہ مکہ کی فتح کے دوسرے دن جبکہ حضور ہزاروں جانثاروں کے مجمع میں مکہ والوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے دربار میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص کانپتا ہوا حضور کی مجلس میں پہنچا۔ حضور نے فرمایا مجھ سے کیوں خوف کھاتا ہے میں تو ایک ایسی بیوہ عورت کا بیٹا ہوں جو غربت کی وجہ سے کئی دن کا خشک کردہ باسی گوشت کھالیا کرتی۔ سبحان اللہ کیسے عجیب طریقے سے حضورؐ نے اس چھوٹے سے جملہ میں خدا کے لاکھوں کروڑوں احسانات کا اظہار کیا۔ اسی طرح بہت سے امیر اپنے اموال اور اپنے روپیہ کو چھپاتے ہیں تا کہ غریب رشتہ داروں یا مسکینوں اور محتاجوں یا اَور رفاہِ عام کے کام کرنے والی سوسائٹیوں کی طرف سے امداد کا مطالبہ نہ ہو۔ مگر حضور کو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! تو خدا تعالیٰ کے انعامات اور اس کے عطا کردہ اموال کو لوگوں سے چھپا نہیں بلکہ اپنے تموّل کا ڈھنڈورا پیٹ تا کہ بھوکے آئیں اور تیرے دستر خوان سے کھائیں۔ یتیم آئیں اور تو ان کی امداد کرے۔ بیوائیں آئیں اور وہ اپنی مشکلات تجھ سے حل کرائیں۔ ہر قسم کے محتاج حاضر ہوں اور تو ان کی احتیاج دور کرے۔ قبیلوں کے وفد آئیں اور تو انہیں مالا مال کر دے۔ مجھے اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عربی شعر یاد آیا جس میں حضور نے اپنی غربت کے بعد اپنی امارت کا ذکر فرمایا ہے اور اپنی پہلی بے کسی کو بالکل نہیں چھپایا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ اُكْلِيْ
وَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامَ الْاَهَالِيْ

ایک زمانہ تھا کہ میں دوسروں کے دستر خوان کے ٹکڑے کھایا کرتا تھا۔ لیکن آج یہ حالت ہے کہ میرے دستر خوان پر خاندانوں کے خاندان کھاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر سے ذرا بھی نہیں گھبرائے کہ لوگ یہ معلوم کر لیں گے کہ ایک زمانہ میں حضور باوجود رئیس اعظم اور صاحب جائیداد ہونے کے اپنی جائیداد سے بے سروکار ہو کر اور خدا کی راہ میں تارک دنیا اور درویش بن کر اپنے بھائی اور بھاوج نے سالن بھیج دیا تو وہ کھالیا۔ دال بھیج دی تو وہ کھالی۔ کسی کے ساتھ روٹیاں بھیج دیں تو وہی قبول فرمالیں۔ صرف روٹیاں بھیج دیں تو انہیں ہی شکریہ کے ساتھ آسمانی مائدہ سمجھ لیا۔ سبحان اللہ! اللہ کے نبی اور ولی اس کے احسانات کی کس قدر منادی کرتے ہیں۔

خلاصہ

پس ان آیات میں حضور علیہ السلام کی زندگی کے تین دور جو زمانے کے لحاظ سے ترتیب وار تھے اسی ترتیب زمانی سے بیان کئے گئے ہیں اور پھر تین نصیحتیں اسی ترتیب سے بیان کی گئی ہیں جس ترتیب سے وہ واقعات ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اور یہ حکیمانہ اور نہایت دلچسپ ترتیب یقیناً قرآن مجید کو الہامی کتاب اور خدا کا کلام ثابت کرتی ہے۔ ورنہ ایک انسانی دماغ اور وہ بھی ایک اُمّی کا بغیر الہام الٰہی کے کبھی بھی ایسی ترتیب پیش نہیں کر سکتا۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (روزنامہ الفضل 4 اکتوبر 1941ء)

☆...☆...☆

بقیہ: قبولیت احمدیت کی کہانی...... از صفحہ 7

کہ علماء لوگ کیوں قرآن کریم پر غور نہیں کرتے۔ اگر غور کرتے ہیں تو پھر غلط بیانی کیوں کرتے ہیں۔ میری ملاقات مکرم چوہدری منیر ذوالفقار صاحب سے ہوئی۔ جو اس وقت ناصر آباد کے صدر صاحب تھے۔ انہوں نے مجھے سندھی زبان میں دعوت الامیر کتاب دی۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد میرے اندر کوئی شک نہیں رہ گیا تھا کہ میں امام وقت کی بیعت نہ کروں۔ اب میں نمازیں احمدیوں کا مقتدی بن کر ادا کرتا اور ان کی مجالس میں بیٹھتا۔

میری بیعت

ایک دن میں نے مکرم چوہدری محمد علی صاحب کو کہا کہ اب میں امام وقت مسیح موعود و امام مہدی موعودؑ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے طریقہ بتادیں۔ اس پر اس بزرگ انسان نے کہا ابھی نہیں پہلے آپ دعا کریں۔ بیعت کرنا آسان ہے مگر نبھانی بہت مشکل ہے۔ میں نے کہا آپ دعا کرنے کا صحیح طریقہ بتائیں۔ اس پر آپ نے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ چالیس دن تک نوافل پڑھ کر اللہ کے حضور دعا کی جاوے کہ میں سچا ہوں یا جھوٹا تو اللہ ضرور اس شخص کی رہنمائی کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ صاف دل ہو۔ دل میں بغض نہ رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی ضرور رہنمائی کرتا ہے۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ پہلی رات دو نوافل پڑھ کر سجدے میں دعا مانگی کہ اے خدا! اب تو تیرے حوالے ہوں۔ دل کا شیشہ صاف ہے کیا حقیقت میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی امام مہدی ہیں تو مجھے اپنا جلوہ دکھا اور میرے اوپر حق آشکار کر دے۔ دعا کے بعد میں سو گیا۔ خواب کا نظارہ دیکھا کہ میں ایک جنگل میں بکریاں چرا رہا ہوں۔ اتنے میں ایک بزرگ نظر آتے ہیں۔ جنکا چہرہ نورانی ہوتا ہے۔ سفید لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ مجھے اشارے سے بلاتے ہیں۔ میں جب قریب جاتا ہوں، ان سے ملتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ تم امام مہدی کی تلاش میں ہو۔ (میں نے کہا) جی۔ وہ مجھے ایک جگہ لے جاتے ہیں۔ وہاں کچھ فاصلے پر کھڑے شخص کے پاس بھیجتے ہیں، میں ان کے پاس جاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں نے امام مہدی سے ملنا ہے وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ یہی ہیں پھر وہ غائب ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

دوسری رات میں نوفل پڑھ کر دعا کر کے سو جاتا ہوں۔ رات کو پچھلے پہر پھر خواب دیکھی کہ وہی بزرگ آتے ہیں جو پچھلی رات آئے تھے۔ مجھے ملے اور ہاتھ پکڑ کر لے گئے۔ ایک جگہ ہے جہاں پر ایک نورانی شخصیت کھڑی ہے۔ میرا ہاتھ جو اس بزرگ نے پکڑا ہوا تھا اس شخصیت کے ہاتھ میں پکڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر امام مہدی کی بیعت کرنی ہے تو انکی بیعت کرو۔ وہ نورانی شخصیت مجھے اپنے سینے سے لگاتی ہے اور معانقہ کرتے ہیں۔ ایک نورانی سی چیز مجھے دیتے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ جس شخص سے مجھے ملایا جاتا ہے وہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ہیں۔

اُسی دن ہی میں صبح مربی صاحب کے پاس جاتا ہوں اور یہ خواب والی کیفیت بتاتا ہوں تو مربی صاحب کہتے ہیں کہ بس اللہ تعالیٰ نے آپکی رہنمائی کر دی ہے۔ مربی صاحب کہتے ہیں آپ کچھ دیر انتظار کریں میں مکرم منیر ذوالفقار صاحب صدر جماعت کو اور مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب کو بلاتا ہوں پھر آپ آنا۔ میں واپس سکول میں آجاتا ہوں۔ اس وقت میرے دل میں بے قراری تھی کہ میں جلد امام مہدی کی بیعت کرلوں۔ اگر خدانخواستہ مجھے کچھ ہوگیا یا مر گیا تو اللہ کے حضور کیا جواب دوں گا۔ اس قسم کے خیالات میرے ذہن میں آرہے ہوتے ہیں۔ یکم مارچ 1999ء کو صبح 11 بجے مجھے پیغام ملتا ہے کہ اب آپ آجائیں۔ میں دعائیں کرتے کرتے پرانے مربی ہاؤس میں داخل ہوتا ہوں۔ وہاں مکرم چوہدری محمد علی صاحب، مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب، مکرم چوہدری منیر احمد ذوالفقار صاحب صدر جماعت اور مربی سلسلہ مکرم فہیم احمد لکھن صاحب تشریف فرما تھے۔ مجھ سے ملتے ہیں۔ بیعت کرنے سے قبل کچھ امور سمجھاتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ آپکا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔ اللہ آپ کو اس پر کار بند رہنے اور ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔ میں نے کہا دیکھو میرا اللہ ہی مجھے ناصر آباد اس امر کے لئے لے کر آیا ہے اب مجھے توفیق بھی وہی دے گا۔ پھر میں بیعت فارم لے کر شرائط پڑھ کر بیعت کے الفاظ بلند آواز میں ادا کر کے بیعت فارم پر اپنا انگوٹھا لگا کر دستخط کرتا ہوں۔ بعد میں سارے دوست مجھے مبارک باد اور دعائیں دیتے ہیں۔

☆...☆...☆

احسان علی سندھی (معلم سلسلہ) قسط اول

قبولیت احمدیت کی کہانی

خاندانی تعارف

خاکسار کا تعلق سندھ کی مشہور قوم میر جت سے ہے۔ہمارے پڑ دادا مکرم علی بخش صاحب اور کچھ اور خاندان کے بزرگ گوٹھ میر گل حسن لانڈھی ضلع میر پور خاص میں آباد ہوئے تھے۔خاندانی پیشہ اونٹ پالنا رہا۔جب سندھ پر ٹالپروں کی حکومت تھی تو آمد و رفت کا بڑا ذریعہ اونٹ ہی تھے۔اس گوٹھ میں میر جت قوم کو ٹالپر خاندان نے اسی وجہ سے رہنے کے لئے آباد کیا۔مگر حالات کے ساتھ ہر چیز تبدیل ہوتی رہی۔میرے دادا مکرم متارو خان صاحب مویشی پالتے تھے۔ہمارے دادا نیک اور سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے۔اس زمانے میں ہندو اپنی امانتیں ہمارے دادا کے پاس رکھا کرتے تھے۔میرے دادے کے غریبوں سے شفقت اور رحم دلی کے واقعات اکثر ہمیں ہمارے والد صاحب سناتے رہتے تھے۔

میری پیدائش اسی گوٹھ میں ہوئی۔بعد ازاں میرے والد صاحب بعض وجوہ کی بنا پر یہاں سے ہجرت کر کے گوٹھ میرولی محمد ڈگو فارم ضلع عمر کوٹ میں آباد ہوئے۔ڈگو فارم میں پرائمری تک تعلیم حاصل کی پھر چھٹی کلاس کے لئے بودر فارم ھاء سکول جاتا رہا۔یہ فاصلہ 6 کلومیٹر کا تھا۔میں اور میرا بھائی مکرم حضور بخش پیدل صاحب سکول آتے اور پیدل واپس گھر ڈگو فارم جاتے تھے۔جب چھٹی کے امتحان دیا تو ڈگو فارم میں مڈل سکول کھل گیا پھر مڈل تک یہیں تعلیم حاصل کی۔نویں اور دسویں کنری شہر خالد بن ولید سکول سے پاس کیں۔ڈگو سے کنری بس پر پڑھنے جاتا تھا۔1997ء میں میٹرک پاس کر لیا۔ڈگو فارم میں ناظرہ قرآن مولوی نبی بخش لاشاری صاحب سے پڑھا۔میرے ابو بچپن سے مجھے مسجد نماز کے لئے لے جاتے تھے اور میری طبعیت کا میلان بھی قدرتی طور پر دین کی طرف تھا۔بچپن سے دینی کاموں کا شوق تھا۔

امتحان دینے کے بعد میں چھٹیاں گزارنے اپنی بہن محترمہ خالدہ پروین صاحبہ کے پاس گوٹھ عبدالجبار تھیبو ضلع میر پور خاص گیا۔اس گوٹھ میں دینی ماحول تھا۔میں مسجد میں نماز پڑھنے جاتا تھا۔امام صاحب سے سلام دعا ہوئی تھی۔اس گوٹھ میں سے چند لڑکے عالم دین بننے کے لیے شہر الہٰ باد مدرسہ میں داخلہ کے لئے جارہے تھے۔میرا بھی شوق ان کو دیکھ کر مزید بڑھ گیا۔بعد میں اپنے والد صاحب سے اجازت لے کر ٹنڈو الہٰ باد مدرسہ دیو بند میں آکر پڑھنے لگا۔دوران تعلیم ایک دن استاد محترم نے حدیث 73 فرقوں والی پڑھائی تو میں نے سوال کیا کہ اب ان میں کون سا سچا ہے؟ تو جواب ملا کہ یہ ہمارا دیوبند فرقہ۔میں نے استاد محترم سے کہا کہ یہ تو ہر فرقہ کہہ سکتا ہے کہ ہم سچے ہیں۔اس پر استاد کوئی تسلی بخش جواب نہ دے پایا۔

بعد میں میں نے خود ریسرچ شروع کی اور کچھ عرصہ بعد مدرسہ چھوڑ دیا۔گھر ڈگو فارم واپس آیا۔گھر کے کام وغیرہ کرتا۔گھر کی بکریاں چراتا (اس دوران میری ریسرچ جاری رہی)۔اسی ریسرچ کے لیے میں رائیونڈ جماعت کے ساتھ گیا۔پھر وہاں سے ایک عشرہ کے لیے سمندری گیا مگر مجھے کہیں سے بھی سچا فرقہ والی حدیث کا جواب نہ مل سکا۔اسی اثناء میں میں شیعہ علماء، سنی علماء وغیرہ سے سوالات کرتا رہا۔میر پور خاص شہر، کنری شہر، عمر کوٹ کے علماء سے ملاقات کی مگر کچھ نہ ملا۔آخر میں نے سب کے پاس جانا چھوڑ دیا صرف ڈگو فارم میروں کی مسجد میں جاتا تھا۔اور اپنے مولا سے دعائیں مانگتا تھا کہ یا اللہ تو خود مجھے سیدھا راستہ دکھا۔رمضان المبارک کا مہینہ آیا۔میں اعتکاف میں بیٹھ گیا۔بس میری اللہ کے حضور التجائیں تھیں، دعائیں تھیں، آہ بکا تھی کہ یا اللہ! مجھے ہدایت سے محروم نہ رکھنا۔میرے پیارے خدا نے میری دعاؤں کو سنا اور شرف قبولیت بخشی۔شوال کے چاند کا اعلان ہوا۔اعتکاف ختم کر کے گھر آیا۔عید کی نماز کے بعد گھر میں ہی تھا کہ میرے والد صاحب سے عید ملنے ہمارے گاؤں کا ایک ٹھیکیدار آیا جو کہ سندھ گورنمنٹ کے ٹینڈر لیا کرتا تھا۔باتوں باتوں میں میرے والد صاحب کو کہا کہ محمد بچل تیرے آٹھ بیٹے ہیں۔ایک مجھے دے دیا میں بطور منشی رکھ لوں گا۔مجھے بہت ضرورت ہے۔میرے ابو نے کہا باقی تو سارے کام پر لگے ہوئے ہیں ایک یہ مولوی احسان علی ہے اسکو لے جاؤ۔ابو نے مولوی اس لئے کہا کہ میں مدرسہ چھوڑ آیا تھا اور اس وقت داڑھی رکھی ہوئی تھی۔بہر حال میں بھی خوش ہو گیا کہ چلو فراغت سے کام بہتر ہے۔

سفر ناصر آباد فارم

ٹھیکیدار نے کہا فی الوقت ایک سکول ناصر آباد فارم میں زیر تعمیر ہے وہاں منشی کی بہت ضرورت ہے۔وہاں آپکو منشی رکھ لوں گا۔منشی کا کام حساب کتاب وغیرہ رکھنا اور کام کی نگرانی کرنا ہوتا تھا۔میں مغرب کی نماز پڑھنے مولوی نبی بخش کی مسجد میں گیا۔یہ میرے استاد تھے میں نے ناصر آباد میں کام کرنے کے متعلق ان سے ذکر کیا اس بات پر انکا چہرہ سرخ ہو گیا۔بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے تم مدرسہ بھی گئے رائیونڈ بھی گئے ہو لیکن اب بہت غلط جگہ پر جارہے ہو۔میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ ناصر آباد میں ایسا کیا ہے۔اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ یہ گاؤں ان لوگوں کا ہے جو کافر، زندیق، مرتد، ختم نبوت کے منکر ہیں (دراصل یہ گاؤں احمدیوں کا ہے)۔

مولوی صاحب کی یہ باتیں سن کر میں بہت پریشان ہو گیا۔عید کے تین دن بعد ٹھیکیدار آیا اور ابوجان سے کہا کہ میرے ساتھ احسان علی کو بھیجو۔اس پر میں نے جانے سے انکار کر دیا مگر ٹھیکیدار نے کہا ایک تو آپ کے والد صاحب نے وعدہ کیا تھا دوسرا تم نے بھی وعدہ کیا تھا۔اب وعدہ پورا کرو۔میں نے تو آپ کو لے کر جانا ہے۔اس پر میں نے مولوی صاحب والی باتیں ٹھیکیدار کو بتادیں۔اس پر ٹھیکیدار امان اللہ بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ بھائی آپ نے رہنا ہے۔کھانا میں آپ کو دوں گا۔آپ نے اپنا کام کرنا ہے۔بہر حال اس بات پر میں جانے کو تیار ہو گیا۔شام کو ٹھیکیدار مجھے موٹر سائیکل پر بٹھا کر ڈگو سے ناصر آباد چھوڑ آیا۔میری رہائش زیر تعمیر سکول میں ہی تھی۔پورا گاؤں تو احمدیوں کا تھا۔کچھ دن گزرے تو پتہ چلا کہ لوگ اخلاقی طور پر اچھے ہیں۔سکول میں کام کرنے والے بھی احمدی تھے۔مجھ سے ادب سے پیش آتے، عزت کرتے اور منشی جی کے نام سے پکارتے تھے۔سکول کے ساتھ مکرم محمد حسین کشمیری صاحب کا مکان تھا۔سکول کی پشت پر مکرم خلیل احمد صاحب کا مکان تھا۔اب ان لوگوں سے طبیعت کچھ مانوس ہونے لگی۔ایک مرتبہ محمد حسین کا لڑکا ماسٹر محمد احمد اور خلیل احمد ٹھیکیدار کے لئے چائے لے کر آئے تو ساتھ میرے لئے بھی لے کر آئے مگر میں نے پینے سے انکار کر دیا۔

مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب اس وقت ناصر آباد کے مینیجر تھے۔اِن کے والد محترم چوہدری محمد علی صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ سکول بھی ہمارا بن رہا ہے۔ہمارے گاؤں کے بچے سکول پڑھیں گے۔اس لئے ہمیں اچھا نہیں لگتا کہ کھانا آپ خود پکائیں۔میں نے کہا میں کبھی کبھار خود پکاتا ہوں ویسے اکثر ٹھیکیدار دے جاتا ہے۔اس لئے مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں آپ لوگوں کو تکلیف دوں۔اس پر وہ بہت خوش ہوئے۔دراصل میرا دل احمدیوں کے ساتھ کھانے پینے کو مطمئن نہ تھا۔مگر احمدی لوگوں سے میرا میل جول شروع ہو چکا تھا۔میں نمازیں سکول میں ہی ادا کرتا تھا۔سکول کے ساتھ ہی احمدیوں کی مسجد تھی۔ایک دن میں یہ سوچ کر ہی کہ یار مسجد تو اللہ کا گھر ہے چلا گیا۔عصر کی نماز کا وقت تھا۔میں باہر صحن میں اپنا صحافہ بچھا کر نماز پڑھنے لگا اسی اثناء مکرم منیر ذوالفقار صاحب آئے۔انہوں نے کہا نماز آپ صف پر پڑھیں۔مگر میں نے کہا کہ میں اپنے صحافے پر ہی پڑھونگا۔میں نماز کے بعد ذکر الہٰی کرنے لگا۔اس وقت احمدیوں کی نماز شروع ہو چکی تھی۔میں دیکھنے لگ گیا کہ یہ لوگ کس طرح نماز ادا کرتے ہیں۔بعد از نماز درس ہوا۔میں گو صحن میں تھا مگر آواز صاف آرہی تھی۔

صراط مستقیم کی طرف سفر کا آغاز

میں بہت حیران اور پریشان تھا کہ ایک طرف مولوی اِن کو کافر کہتے ہیں دوسری طرف یہ لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔حسن سلوک کرتے ہیں۔ان کے اخلاق اچھے ہیں۔اب میں شرمندہ بھی تھا کہ ان لوگوں نے چائے پیش کی میں نے نہ پی۔انہوں نے کھانا کھانے کے لئے اصرار کیا میں نے نہ کھایا یہ تو اچھی بات نہیں تھی۔بہر حال اب تحقیق کے لئے میں بے چین تھا۔دوسری طرف میں اپنے خدا سے دعائیں بھی کر رہا تھا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ اگر یہ لوگ صراط مستقیم پر نہیں ہیں تو ان کو بھی ہدایت دے۔میری نیت نیک تھی شاید میری جستجو کی تڑپ یا الٰہی حکم سے ناصر آباد لے کر آئی تھی۔جمعہ پڑھنے کے لئے میں ناصر آباد کے ساتھ ایک کلر قوم کا گاؤں تھا اس

مسجد میں جایا کرتا تھا۔مگر اکثر یہ لوگ کہتے کہ جمعہ آپ ہی پڑھایا کریں۔اس لئے میں انکو جمعہ پڑھایا کرتا تھا۔ایک جمعہ کی شام میں سکول میں ہی بیٹھا تھا کہ خلیل احمد اور ماسٹر محمد احمد میرے پاس آئے اور کہا آپ کو ایک بات کہنی ہے کیا آپ ناراض تو نہیں ہونگے۔میں نے کہا آپ ضرور کہیں میں ناراض نہیں ہونگا۔تو وہ کہنے لگے کہ آج ڈش انٹینا کے ذریعہ ہمارے خلیفہ صاحب کا خطبہ جمعہ نشر ہوگا۔آپ 6بجے ہمارے ساتھ T.V پر خطبہ دیکھیں۔میں نے کہا اچھا میں ضرور دیکھنے آؤں گا۔

اب شام کومغرب کی نماز کے لئے میں مسجد میں گیا تو اللہ کے حضور روکرسجدے میں بہت دعا کی کہ الٰہی مجھے صراط مستقیم دکھا۔اگر یہ لوگ سچے ہیں تو میرے لئے سچ روشن کر دے۔اگر انکو بھی ہدایت کی ضرورت ہے تو انکو بھی ہدایت دے۔نماز سے فارغ ہو کر میں باہر نکلا تو ماسٹر محمد احمد اور خلیل احمد اور محمود مغل میرے انتظار میں کھڑے تھے۔میں ان لوگوں کے ساتھ پرانے مربی ہاؤس میں گیا تھا۔وہاں کافی لوگ تھے مجھے چارپائی پر بٹھایا T.V پر نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک روشن چہرہ نور سے چمکتا ہوا سفید ریش مبارک والا ایک مرد مومن چلتا ہوا ایک چھوٹی سی مسجد میں داخل ہوا جسکا نام T.V سکرین پر مسجد فضل لندن لکھا ہوا تھا۔اذان شروع ہوئی اذان کے بعد اسی مرد مومن نے کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا۔خطبہ جمعہ پرمعارف تھا۔یہ الفاظ تھے یا جادو جو میرے دل میں اتر گئے۔امام جماعت احمدیہ نے آیۃ الکرسی پر خطبہ دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا عرش خود اٹھائے ہوئے ہے۔اب یہ تفسیر بہت اعلیٰ تھی۔کیوں کہ اب تک میں نے تو صرف یہ پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کاعرش فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے۔امام جماعت احمدیہ نے خطبہ میں یہ مضمون کھول کر بیان کیا کہ اگر اللہ کا عرش فرشتوں نے اٹھایا ہے تو وہ خدا کیسے ہوا اللہ تعالیٰ تو محتاج نہیں وہ صمد ہے۔بہر حال پورا خطبہ سنا۔آج تک خطبہ بھی اور وہ ماحول بھی جہاں خطبہ سنا یاد ہے۔اب مجھے میرا ضمیر جھنجھوڑنے لگا کہ یہ لوگ کافر نہیں ہو سکتے۔

چوہدری عزیز احمد صاحب سے ملاقات

اگلے دن میرے پاس ڈوگو فارم سے مہمان آئے۔میں چائے بنانے کے لئے دودھ لینے چوھدری محمد علی کے پاس گیا کیونکہ وہ اکثر میرے پاس آتے رہتے تھے اور کہتے رہتے تھے کہ کوئی کام ہو تو بلا جھجک میرے پاس آنا۔ابھی میں مہمان خانہ میں داخل ہوا ہی تھا کہ مجھے ایک باریش شخص ملا۔مجھے عزت دی میرا احترام کیا۔کہنے لگے کہ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں میں نے کہا ایک بزرگ چوھدری محمد علی خان صاحب ہیں ان سے ملنا ہے۔وہ کہنے لگے جی وہ میرے والد صاحب ہیں اور میرا نام چوہدری عزیز احمد ہے۔اور میں ناصر آباد اسٹیٹ کا مینیجر ہوں۔آپ کام بتائیں والد صاحب اس وقت گھر نہیں ہیں۔میں نے کہا میرے پاس مہمان آئے ہیں ان کی چائے کا بندو بست کرنا ہے۔دراصل مجھے دودھ کی ضرورت ہے۔اس بات پر انہوں نے اپنے نوکر کو آواز دی اور چائے کا انتظام کرنے کو کہا۔مجھے جانتے تو تھے کہ یہ سکول کا منشی ہے مگر ملاقات ابھی ہوئی تھی۔

مکرم چوہدری عزیز صاحب کہنے لگے سکول ہمارا بچوں کے لئے بن رہا ہے تو ہمیں بھی خدمت کا موقعہ دیں۔آپ کھانا ہمارے پاس کھائیں۔مجھے شرمندگی ہوئی کیونکہ آپ کے والد مجھے کھانا کھلانے کے متعلق کہہ چکے تھے۔اس پر میں نے کہا میں شرمندہ ہوں دراصل آپ لوگوں کے بارے میں میں نے کچھ اور سنا ہوا تھا۔مگر اب مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ اکثر باتیں جھوٹ ہیں۔میں نے کل آپ کے خلیفہ صاحب کا خطبہ بھی سنا تھا۔مجھے بہت سکون ملا تھا۔میرے ذہن میں کچھ سوالات ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں پوچھ سکتا ہوں۔اس پر چوہدری عزیز احمد صاحب نے کہا آپ ضرور پوچھ سکتے ہیں۔

احمدیت سے تعارف

اب یہ میری پہلی محفل تھی چوہدری عزیز صاحب نے کہا آپ دودھ لینے آئے ہیں۔دودھ بھی نور ہے۔آپکو اصلی نور روحانی نور بھی دیتے ہیں۔میں نے کہا میں تو روحانی نور کے لئے دربدر بھٹکا ہوں۔اب مجھے میرا اللہ صحیح جگہ لے کر آیا ہے۔پھر چوہدری عزیز احمد صاحب نے کہا آنحضرت ﷺ نے امام مہدی کی بشارت دی تھی کہ آئے گا۔وہ حکم وعدل ہوگا وہ آیا اس نے دعویٰ کیا اللہ تعالیٰ نے تائیدات کیں،نشانات دکھلائے،جو پیشگوئیاں تھیں وہ پوری ہوگئیں۔اب جو آپ نے کل ہمارے خلیفہ صاحب کا خطبہ سناوہ ہماری جماعت کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد ہیں۔بہرحال چوہدری عزیز احمد صاحب نے اختصار کے ساتھ جامع باتیں بتائیں۔اتنے میں انکا نوکر چائے لے کر آیا۔چوہدری عزیز احمد صاحب نے کہا اب کل دوسری مرتبہ بیٹھ کرتفصیل کے ساتھ گفتگو کریں گے۔مگر شرط یہ ہے کہ کل آپ نے ہمارے ہاں کھانا کھانا ہے۔میں نے وعدہ کیا کہ انشاءاللہ ضرور آؤنگا۔اب میں چائے لے کر اپنے مہمانوں کے پاس سکول آیا۔چائے پی کرمہمان واپس ڈوگو فارم چلے گئے۔اب میرے ذہن میں سوالات جنم لے رہے تھے۔پھر ان پر کفر کے فتوے کیوں لگائے گئے۔غرض کافی سوالات میرے اندر بے چینی پیدا کر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ سے میں نے دعا کی وہ مجیب ہے اس نے میری دعا قبول کی اور مجھے صحیح جگہ آیا۔اگلے دن میں نے اٹھ کرسکول میں نماز ادا کی چائے وغیرہ بنا کر پی کچھ دیر بعد چوہدری عزیز احمد کا نوکر سلیم کمانڈر آیا کہنے لگا آپکا ناشتہ تیار ہے آپ چلیں۔چوہدری عزیز احمد صاحب آپکو بلا رہے ہیں۔میں سلیم کمانڈر کے ساتھ مہمان خانے میں آ گیا۔مہمان خانے میں چوہدری عزیز احمد صاحب اور آپ کے والد چوہدری محمد علی دونوں تھے میں نے ناشتہ کیا۔پھر ہماری محفل سجی اللہ تعالیٰ کی طرف آنے کی منزل جب قریب ہو تو اندر سکون اور بے قراری دونوں جمع ہو جاتے ہے۔چوہدری محمد علی صاحب نے احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کے عقائد زبانی سنائے۔مہمان خانے میں حضرت مسیح موعود امام مہدی علیہ السلام کی تصویر لگی ہوئی تھی جو آپ نے مجھے دکھائی۔میں تصویر کو دیکھتے ہی سمجھ چکا تھا کہ یہ ضرور اللہ کا فرستادہ ہے۔پھر چوہدری عزیز احمد صاحب نے مجھے کچھ کتب دیں۔ہمارے عقائد ، کشتی نوح،احمدیت کا پیغام (جو سندھی زبان میں تھی)،اسلامی اصول کی فلاسفی۔باقی کچھ سوال و جواب بھی ہوئے۔مجھے جواب بلکل دلیل کے ساتھ مل رہے تھے۔میں کتب لے کرسکول آ گیا آج کے دن میں بالکل فارغ تھا میں نے سکول آ کر کتب کا مطالعہ شروع کیا۔جیسے جیسے میں مطالعہ کرتا گیا پتہ چلتا گیا کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے۔حضرت عیسیٰ بن مریم از روئے قرآن فوت ہو چکے ہیں۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام ہیں۔عشاء کی نماز کے بعد میں نے پھر کتب کا مطالعہ کیا۔رات گئے تک میں تمام کتب پڑھ چکا تھا۔میرے اوپر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی تھی کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے۔

مطالعہ کتب کے بعد

مولوی نبی بخش لاشاری سے ملاقات

صبح سویرے اٹھ کر میں سیدھا ڈوگو فارم آ گیا۔گھر آ کر ناشتہ کر کے امی ابو سے ملنے کے بعد استاد مولوی نبی بخش لاشاری کے پاس کتب لے کر آیا۔مولوی صاحب نے میرے ہاتھ میں کتب دیکھیں تو حیران ہو کر کہنے لگا ضرور تم یہ قادیانیوں کی کتب لے کر آئے ہو۔میں نے کہا میں لے کر تو آیا ہوں مگر آپ سے رہنمائی لینے۔آخر آپ میرے استاد ہیں کہنے لگے میں نے تو تجھے ناصر آباد جانے سے روکا تھا۔اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔میں نے کہا اگر آپ نے ابھی میرے سوالات کا جواب نہ دیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ غلط بیانی کرتے ہیں۔تو خیر مولوی صاحب نے کشتی نوح مجھ سے لی ابھی پہلا صفحہ کھولا ہی تھا اور کہنے لگے کہ دیکھو یہاں نام کے ساتھ علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔اس لئے یہ کتب میں نہیں پڑھونگا۔میں نے کہا اس کتاب کے اندر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ جو پانچ وقت کی نماز نہیں پڑھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔آپ ان پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں؟اس بات پر آپ کمرے میں گئے کچھ پمفلٹ وغیرہ لے کر آئے۔مجھے دے کر کہنے لگے آپ یہ پڑھو مگر اب مجھے یہ پختہ یقین ہوگیا ہے کہ تم احمدی ضرور بن جاؤ گے ان کا جادو تیرے اوپر چل گیا ہے۔میں نے کہا اگر آپ یہ کتب پڑھتے جو میں لایا ہوں۔تو آپ کو علم ہو جاتا کہ قرآن کریم میں اکثر جگہ یہ ذکر آیا ہے۔

انبیاء کی مخالفت آپ جیسے لوگوں نے کی ہے۔حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کی وفات کے دلائل حضرت مرزا صاحب نے از روئے قرآن دیے ہیں اور آپ لوگ قرآن پڑھ کر جھٹلاتے ہو۔اس سے بہتر ہے کہ میں قرآن کریم میں بیان دلائل پر اپنا ایمان پختہ کروں نہ کہ آپ جیسے مولویوں کی زبانی کلامی باتوں پر چلوں مولوی نبی بخش لاشاری ایک اچھے انسان تھے۔میرے شاگرد ہونے کی نسبت سے بہت پیار کرتے تھے جب میں آپ کے پاس زیر تعلیم تھا۔اس وقت میری ضرورتوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔مندرجہ بالا بیان کردہ گفتگو اچھے ماحول میں ہوئی۔کوئی تلخ کلامی والی بات نہیں ہوئی۔(میرے ملنے کی غرض یہ تھی کہ شائد میرا استاد بھی ان باتوں پر غور کرے)۔بہر حال میں پمفلٹ وغیرہ لے کر شام کو ناصر آباد آ گیا۔

چوہدری عزیز احمد صاحب اور مربی فہیم احمد لکھن صاحب نے پمفلٹ والے تمام اعتراضات کے تسلی بخش جوابات دیے۔اور کہنے لگے کہ صبح جب آپ یہاں نہ تھے تو ہم پریشان ہو گئے کہ کل ہم نے آپ کو کتب دی تھیں۔دراصل قانوناً پابندی ہے۔میں نے معذرت کی۔میں مطالعہ کے بعد حیران تھا

بقیہ صفحہ 5 پر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: غلام مصباح بلوچ

حضرت چودھری ولی داد صاحب رضی اللہ عنہ۔ کھاریاں ضلع گجرات

حضرت چودھری ولی داد صاحب رضی اللہ عنہ ولد ماندہ قوم گوجر کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے اور عرائض نویسی کا کام کرتے تھے۔سلسلہ احمدیہ کے ساتھ والہانہ تعلق تھا اور ہر وقت اس کی اشاعت میں کوشاں رہتے۔ آپ موصی تھے اور وصیت نمبر 4331 تھا۔ (الحکم 14/ جولائی 1935ء صفحہ 12) آپ نے مؤرخہ 2/ ستمبر 1950ء بروز ہفتہ وفات پائی۔ آپ کی وفات پر آپ کے بیٹے فضل الٰہی صاحب سیکرٹری کمیٹی کھاریاں نے آپ کے متعلق لکھا:

’’آپ نے مکرم ومحترم استاد حضرت مولوی فضل الدین صاحب مرحوم کے ارشاد پر غالباً 1892-93ء میں خط کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بیعت کی اور 1900ء میں قادیان آ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تبلیغ کیا کرو چنانچہ کھاریاں کی پبلک اس بات سے خوب آگاہ ہے کہ والد صاحب مرحوم ومغفور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے اس ارشاد پر آخری وقت تک کاربند رہے اور نہایت جوش سے فریضہ تبلیغ کو ادا کیا۔ ابتدائی زمانہ میں نہایت ہی مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کیا۔ غیر احمدی علماء عموماً کھاریاں میں مولوی فضل الدین صاحب مرحوم کے ساتھ بحث کی خاطر آیا کرتے تھے تو والد صاحب مرحوم ومغفور بھی مولوی صاحب کا ساتھ دیا کرتے تھے۔ والد صاحب مرحوم نے اپنی دینی تعلیم حضرت مولوی فضل دین صاحب سے حاصل کی، ایک دن مجھے کہا کہ میں جب حدیث مولوی صاحب سے پڑھا کرتا تھا تو جب پڑھتے پڑھتے اس حدیث پر پہنچے جہاں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھتا ہے اس پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے تو میں نے اُس دن سے ہزار بار درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور آج تک اس ورد پر قائم ہوں، ہمیشہ جماعت احمدیہ کھاریاں کے افراد کو درود شریف پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بالکل تکبر اور غرور نہیں تھا۔ ایک دن بستہ ہاتھ میں لیے جا رہے تھے اور قرآن شریف پڑھتے جا رہے تھے، ڈاکٹر محمد دین صاحب کے مکان کے قریب بازار میں سجدہ کر دیا اور لوگ ادھر ادھر بازار میں سے گذر رہے تھے، پوچھا تو کہا کہ پڑھتے پڑھتے سجدہ تلاوت آ گیا تو میں نے کر دیا۔ چونکہ والدمرحوم تحصیل کھاریاں میں عرائض نویس کا کام کرتے تھے اس لئے جب بھی کوئی تحصیلدار یا ضلع کا ڈپٹی کمشنر آیا تو والدصاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا دیا..... ایک دفعہ لال حسین اختر کو کھاریاں کے لوگوں نے بلایا اور جلسہ ملک احمد خان صاحب تحصیلدار کی صدارت میں احمدیوں کے گھروں کے قریب ہی کرایا، دوران اعتراض میں لال حسین اختر نے کہا کہ اے لوگو مرزا صاحب نے کہا ہے کہ ’’زندہ شد ہر نبی بآمدم‘‘ یعنی میرے آنے سے تمام نبی زندہ ہوگئے ہیں۔ کیا کسی شخص نے کسی نبی کو دیکھا ہے! (تو معاذ اللہ) مرزا صاحب نے جھوٹ کہا ہے۔ والد صاحب مرحوم نزدیک کے ایک مکان پر بیٹھے ہوئے تھے، اُنھوں نے اُسی وقت مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کا جواب اس وقت دیتا ہوں۔ لوگ چپ ہوگئے تو والدمرحوم ومغفور نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ مَن احیا سنتی فقد احیانی یعنی جس نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھے زندہ کیا۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت کو تازہ اور زندہ کیا اور حضرت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زندہ ہوگئے، جب حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زندہ ہوگئے تو تمام نبی زندہ ہوگئے اب کیا اعتراض باقی رہا.....‘‘

(الفضل 6/ اکتوبر 1950ء صفحہ 6)

☆...☆...☆

طلوع وغروب آفتاب

12 نومبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:11	17:39
مدینہ منورہ	05:15	17:36
قادیان	05:30	17:31
ربوہ	05:10	17:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:46	16:18